ماہنامہ بصیرپور

نور الحبیب

سیرت و فضائل کے واقعات

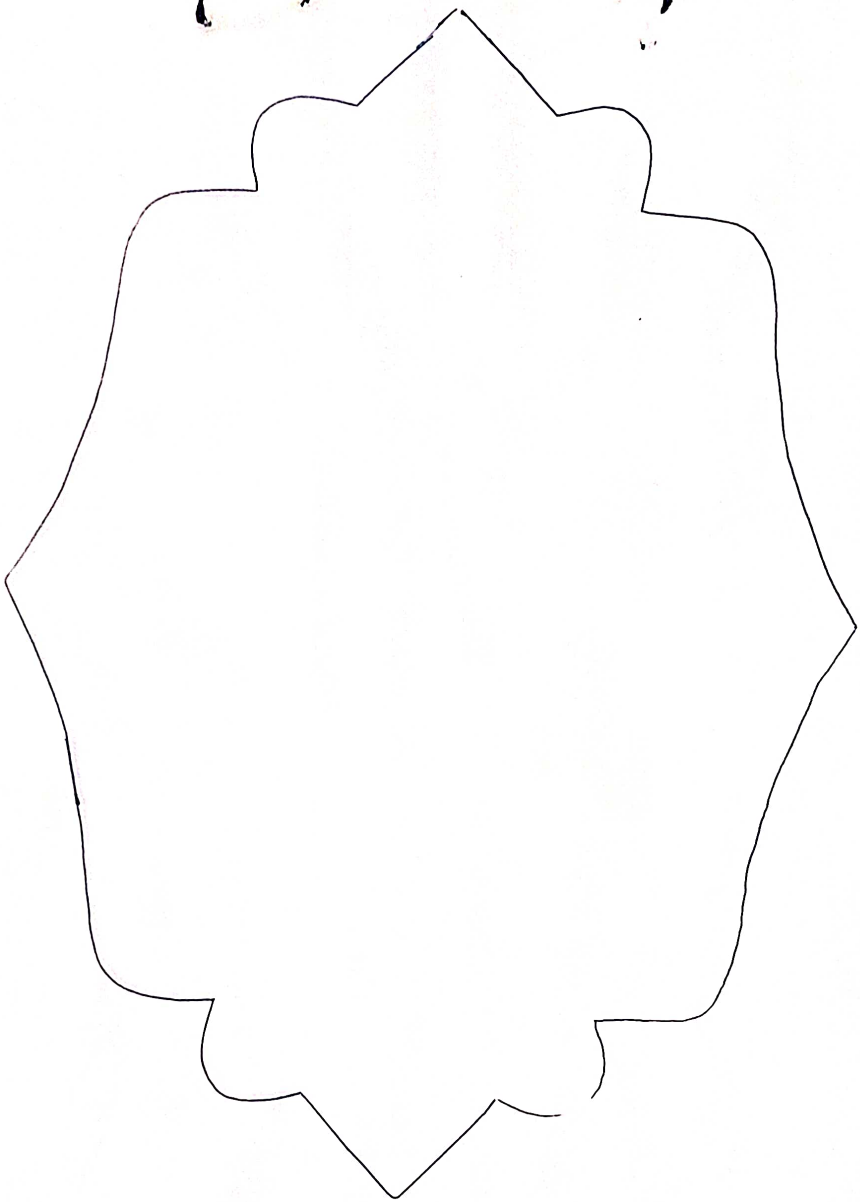

جبرائیلؑ
ابوبکر صدیقؓ
عمر فاروقؓ
عثمان غنیؓ
علی المرتضیٰؓ
علی شاہ حیدری
الروحانی البرق



علی شاہ حیدری الروحانی البرق

Cell: 0333-6292203

فہرست



(1) **وحی کہاں سے آتی ہے** ایک دن حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ یہ وحی کہاں سے آتی ہے۔ انہوں نے عرض کی مجھے معلوم نہیں۔ البتہ اوپر سے ایسی آواز مجھ پر نازل ہوتی ہے۔ جس طرح بھاری زنجیر پتھر پر گھسیٹی جائے اس کے معنی مجھے القا ہوتے ہیں۔ فرمایا اوپر جا کر دیکھنا۔ جبرائیل علیہ السلام اوپر گئے دیکھا کہ مکان موتیوں کا بنا ہوا ہے۔ اور اس کے اندر سے آواز آتی ہے۔ دروازہ کھول کے دیکھا۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اندر موجود ہیں۔ یہ سمجھنے والی بات ہے۔ کہ ایک حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اور ایک بشریت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھنا مشکل نہیں۔ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہی کافی ہے۔ کہ سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا ہے۔ اور اس سے ساری مخلوق پیدا ہوئی۔ گویا کائنات ساری کی ساری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کا ایک جز ہے۔ ایسی کائنات حضور سے کس طرح مخفی ہو سکتی ہے۔

تعلیم نسبت رسول خطاب حضور خواجہ پیر ہارون الرشید مدظلہ العالی سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف کے خطبہ ارشاد فرمایا جولائی ۱۹۹۸ء زیر آیت سورۃ کہف آیت نمبر ۱۱۰ پارہ ۱۶ ص ۴۰۵ میں نقل کیا ۲۰۰۸-۶-۲۲ بروز اتوار ۱۷-۶-۱۴۲۹

ایک مرتبہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ جبرائیل ؑ وحی کہاں سے آتی ہے۔ حضرت جبرائیل ؑ نے عرض کی کہ جناب مجھے تو معلوم نہیں۔ البتہ میں ایک آواز سنتا ہوں جیسے پتھروں پر کوئی زنجیر گھسیٹ رہا ہو۔ اس سے آواز نکلتی ہے۔ اور وہی آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آپ اوپر جا کر دیکھیں۔ چنانچہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اپنے مقام سے اوپر جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام حالات عرض کیے۔ حکم ہوا۔ کہ اور اوپر آ جاؤ۔ اوپر جا کر ایک کمرہ دیکھا۔ جو موتی کی شکل کا تھا۔ پھر دعا کی تو اس کا دروازہ کھل گیا۔ تو دیکھا کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف فرما ہیں۔ جب واپس تشریف لائے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ کہ جبرائیل کیا دیکھا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہاں بھی آپ کو دیکھا۔ اور وہاں بھی آپ کو دیکھا۔ خیال کریں کہ کیسی عظیم ہستی سے آپ کی نسبت قائم کی جاتی ہے۔ اور کامیابی کی کیا عظیم الشان راہ ہے۔ تعلیم نسبت رسول ص ۲۵۸ ص ۴۷۸ ص ۴۰۵ ص ۴۸۹ پر موجود ہے۔ بیان مولانا محمد قاسم نانوتوی کا لکھا ہے۔

جبرائیل کی علم کشتی ہے۔ ص ۴۸۹ تعلیم نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۲

خواجہ پیر ہارون الرشید صاحب مدظلہ العالی
سجادہ نشین مرکزی دربار عالیہ موہڑہ شریف

فرید پرنٹ پریس
انٹرنیشنل لاہور

[signature]
۲۰۰۸-۶-۲۳
بروز پیر ۳:۴۳ (PM)

اُحد کی لڑائی کے دوران جب کفار حضور علیہ السلام تک پہنچ گئے تو حضرت سعد آگے حفاظت کیلئے کھڑے ہو گئے۔ کفار کی تلوار سے ایک بازو شہید ہوا پھر دوسرا شہید ہوا پھر دونوں ٹانگیں شہید ہوئیں اور گر گئے۔ اسی میں مسلمانوں نے کفار کو دھکیل کر پیچھے کر دیا۔ حضور علیہ السلام وہاں آرام کیلئے بیٹھے اور سب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ سعد کہاں ہیں؟ تو حضرت سعد اپنے آپ کو گھسیٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں تک لائے

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک سے چپکا لیا اور شروع کر دیئے۔ اسی اثنا میں ان کی روح پرواز کرنے لگی۔ اور آخری وقت ان کی زبان سے یہ کلمہ نکلا کہ سب متوجہ ہو گئے۔ اور وہ کلمہ یہ تھا کہ رب الکعبہ کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا ہوں۔ ص ۱۸

دوستو! غور کرو۔ وہ مراد یہ نہیں تھی کہ صاحب اولاد تھے۔ اولاد مل گئی۔ وہ مراد یہ نہیں تھی کہ صاحب زیب تھے۔ بلکہ پیش ہو گئے۔ ان کے سے تو کوئی نہیں تھا۔ پھر ان کے لاکھوں مرید پاتے اور باقی کو چھوڑنے والے پیدا ہو گئے۔ غرضیکہ اگر دنیا کی عزت اور آرام دیکھا جائے تو وہ نامراد تھے وہ بامراد صرف ایک طریقے سے تھے۔ اور وہ یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں رہنا باخدا ہونا۔ انکا یقین تھا۔ لہذا باخدا رہنا باخدا مرنا خدا سے جا کر ملنا ان کی مراد تھی۔ یہ عظیم مراد ان کو نصیب ہوئی۔ اسکی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو زندہ اسی مقصد کیلئے رکھے۔ اور اسی راہ میں مارے۔ تعلیم نسبت رسول ص ۱۸

(مراد کو پہنچا ہوں)

اُس وقت شام ... صاحبزادے پچھلی ... دونوں بیٹا یا بیٹی ساتھ کہ ان کی بیگم صاحبہ پچھلی دونوں لڑکیاں اور پیر صاحب موٹر پر آدھی رات کا وقت تھا اور ان کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھتی ہیں۔ کہ کسی اونچی جگہ سے گر رہی ہیں۔ بڑے آرام سے زمین پر ان کے پاؤں لگتے ہیں۔ اور وہ بچ جاتی ہیں۔ اور دیکھتی ہیں کہ آرام سے پیر صاحب کھڑے ہیں۔ اور ان کیلئے دعا مانگ رہے ہیں۔ اسی اثنا میں بڑی زور سے دھماکے کی آواز آئی۔ اور بیگم صاحبہ جاگ گئیں اور دیکھتی کیا ہیں کہ موٹر کی تار ایک طرف سے نکلی ہے۔ اور موٹر چور رکی ہے۔ بعض تار سواریاں حفاظت سے پہنچ گئی ہیں۔ اندازہ لگا لیں۔ آنحضرت و پیر صاحب یعنی حضور ہو گئی ہیں ... ہم سے رخصت ہو چکے ہیں ... کے وقت اپنے عقیدت مندوں کو ارشاد کے وقت ... میں

۲۰

محبت رسول میں جب حضرت ابوبکر صدیق ایمان لائے تو ان کے والد کو پتا چلا تو خفا ہوئے اور لوگوں کی باتیں سن کر حضرت ابوبکر مصنف نے لکھا ہے باپ کو دونوں ہاتھوں سے اس زور سے دھکا دیا کہ وہ منہ کے بل گر پڑے۔ جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم تک بات پہنچی تو حضرت ابوبکر صدیق سے دریافت فرمایا۔ تو ابوبکر بابا اس بے ادبی گستاخی کی ... عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی قسم اگر اس وقت میرے ہاتھ میں تلوار ہوتی تو میں باپ کی گردن اڑا دیتا۔ حضور کی شان میں گستاخی ہرگز برداشت نہیں کر سکتا ص ۲۴۲

۲۴-۶-۲۰۰۸
PM ۴:۳۰:۴۲

خدا کی راہ میں تکلیف اگر ساری دنیا کی لذتوں سے لذیذ نہ ہوتو
خدا کے بندے خدا کی راہ میں سر نہ کٹواتے ۔ گھر نہ لٹاتے اور سب کچھ
دیکھ کر بھی سودا سستا نہ سمجھتے ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
جلوۂ خداوندی پڑا ۔ تو بیوی صاحبہ نے عرض کی نقاب اٹھا کر مجھے بھی
زیارت کروائیں ۔ آپ نے فرمایا تم برداشت نہیں کر سکو گی
بینائی ضائع ہو جائے گی ۔ فرمایا کوئی بات نہیں حضرت موسیٰ
نے نقاب اٹھایا تو بیوی صاحبہ جنہوں نے ایک آنکھ پر ہاتھ رکھا
محفوظ رہی دوسری آنکھ کی بینائی ختم ہو گئی پھر عرض کی پھر نقاب
اٹھائیے میں نے دوسری مرتبہ دیدار کرنے کے لیے ایک آنکھ بچا کر رکھی
تھی ۔ دوسری مرتبہ نقاب اٹھایا ۔ تو دوسری آنکھ کی بینائی بھی جاتی
رہی ۔ پھر عرض کی ۔ اے حضرت موسیٰ خدا کی بارگاہ میں عرض
کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے سینکڑوں ہزاروں آنکھیں عطا کرے میں
اس طرح دیدار کی لذت حاصل کر کے ضائع کرتی جاؤں ۔ لیکن
پھر دیدار کا اس سلسلے کو قائم رکھو ۔ محبت حادثہ ہو
دل میں ایمان تو خدا کی راہ کی تکلیف میں یہ کیفیت محسوس ہوتی ہے

ص ۲۱۴
ایضاً

*

اللہ تعالیٰ بندوں کا بھی ایسا ہے۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ انہوں نے ایک بچھو کو بڑی تیزی سے جاتے دیکھا۔ خیال کیا۔ کہ یہ کسی کام سے جا رہا ہے۔ وہ بھی پیچھے چل پڑے۔ بچھو مسلسل راستے طے کرتا رہا ایک نالہ آیا۔ اس کو عبور کیا۔ پھر ایک درخت کے پاس گیا وہاں دیکھا۔ کہ درخت کے نیچے ایک آدمی سو رہا ہے۔ اور درخت کے اوپر سے ایک سانپ اتر کر اس کی طرف بڑھ رہا ہے۔ بچھو بھی پہنچ گیا۔ جونہی وہ سانپ آدمی کو ڈسنے لگا۔ بچھو نے ڈنگ مار کر اس کو کاٹا۔ اور سانپ ڈسنے سے پہلے وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اور بچھو چلا گیا۔ جس طرح کہ اس کا کام ہوا ہو گیا۔ بزرگ آگے بڑھے تو دیکھا۔ کہ آدمی شراب کے نشے میں ڈھیر پڑا ہے اور مزے کی نیند سو رہا ہے۔ اور کہ پاس شراب کی بوتل رکھی ہے۔ بزرگ حیران ہوئے۔ اور خدا کی بارگاہ میں التجا کی۔ کہ الٰہی یہ تو بدکار آدمی ہے اس کی اتنی کیوں حفاظت فرمائی۔ اتنی دور سے اس کو بچانے کے لیے بچھو کو کیوں بھیجا۔ حکم ہوا۔ کہ میں نیکوکاروں کا رب نہیں بدکاروں کا بھی رب ہوں۔ انکا پالنا ان کی حفاظت کرنا میرے ذمہ ہے۔ اعمال کا حساب وقت پر لوں گا۔ گویا اللہ رب العالمین ہے۔ اس لیے انسان کو ہر وقت زندگی غنیمت سمجھنا چاہیے۔ اور اللہ کی رضا کی خاطر اپنے اعمال کو درست کرنا چاہیے۔ تاکہ حساب کے دن شرمندگی سے نجات ہو۔ اور اللہ کے عذاب سے نجات ہو۔ اللہ کی نعمتیں دائمی رہیں۔ یہ سبق ہے۔ جس کو ہر گز کرایا جائے۔ اور آپ کی زندگیوں میں انقلاب عظیم ہو تاکہ امین پاک اجتماع کا فیضان صحیح حاصل کر سکیں صدقہ

۲۵۳

بفیضان نظر حضور پیر سائیں الحس ... مدظلہ العالی

بروز منگل ۲۰۰۱-۴-۲۳

۱:۱۵ PM

حضرت معین الدین چشتی اجمیری

کی خدمت میں ایک شخص جا کر رو دیا کہ یا حضرت میں سخت مصیبت میں مبتلا ہوں۔ کوئی بشر میرا امدادی نہیں۔ ہر طرف سے امید منقطع ہو گئی ہے۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ کا بندہ سمجھ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ کہ آپ میری مدد فرمائیں گے۔ بادشاہ وقت حضرت بختیار کاکی کا مرید ہے۔ اور وہ آپ کے غلام ہیں۔ اگر آپ ان کی طرف ایک سفارشی خط لکھ دیں۔ تو میں مصیبت سے بچ سکتا ہوں۔ حضرت معین الدین کچھ دیر مراقبہ میں رہنے کے بعد گویا ہوئے۔ کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا۔ چنانچہ آپ اس غم زدہ کے ساتھ اجمیر شریف سے دہلی تک تشریف لائے۔ حضرت بختیار کاکی کو علم ہوا۔ تو استقبال کیلئے آگے پہنچے۔ سلام کیا۔ قدم بوسی کی۔ اور عرض کی کہ یا حضرت آپ نے آنے کی تکلیف فرمائی۔ اور اطلاع کیوں نہیں بخشی۔ فرمایا۔ کہ یہ میرے پاس اپنی مصیبت لے کر آیا تھا۔ اور یہ بھی اس نے بتایا۔ کہ بادشاہ آپ کا مرید ہے۔ اور میں اس کی سفارش کیلئے آپ کے پاس آیا ہوں آپ اس کی سفارش بادشاہ سے کریں۔ تاکہ اس کا کام ہو جائے۔ حضرت بختیار کاکی نے تعجب سے عرض کی۔ کہ جناب یہ تو معمولی کام تھا۔ آپ صرف خط لکھ دیتے۔ تو بھی میں یہ کام کرا دیتا اتنی تکلیف کی کیا ضرورت تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ اس کا کام ہو جاتا۔ اور مجھے اچھی طرح معلوم تھا۔ مگر یہ سرور اور کیف اور خدا کی ہم نشینی مجھے کس طرح نصیب ہوتی۔ سنو۔ جب انسان دنیا سے مایوس ہو جائے۔ تو قدرتی طور پر اس کا دل مالک کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ ایسے دل پر خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ اس کی ہم نشینی خدا کی ہم نشینی ہوتی ہے۔ جب اس انسان کی امید میں نے صرف اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھی۔ تو میں بھی اپنا یہی مطلب لے کر اس کے ساتھ چل پڑا۔

بقلم نسیم رسول ۱۲

خطاب ۱۳ نومبر ۱۹۶۶ء

حضرت فضیل بن عیاض ۱۸۷ھ

حضرت فضیل بن عیاض ڈاکو تھے۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کی۔ تو پھرنا شروع کیا اور جس جس شخص سے زیادتی کی تھی۔ اس سے جا کر معافی مانگی۔ جب ایک یہودی کو جا کر کہا۔ کہ میں نے توبہ کر لی ہے۔ لہذا مجھے معاف کر دو۔ تو اس نے کہا کہ میں ہرگز معاف نہیں کروں گا۔ جب تک وہ دولت جو تو نے چوری کی ہے۔ مجھے واپس نہ کرد گے۔ کیونکہ میں نے قسم کھا رکھی ہے۔ حضرت فضیل بن عیاض حیران ہو گئے۔ کیونکہ مال تو سب خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر بعد یہودی نے کہا۔ کہ اچھا قسم میں اس طرح پوری کرتا ہوں۔ کہ میرے سرہانے کے نیچے مٹی کی تھیلی ہے۔ وہ مجھے اٹھا کر دے دو۔ حضرت فضیل نے وہ اٹھا کر اسے دی۔ یہودی نے تھیلی کھول کر دیکھی تو حیران ہو گیا۔ حضرت فضیل پرواہ کیے بغیر چل پڑے۔ لیکن یہودی نے یہ کہہ کر روک لیا۔ کہ جانے سے پہلے مجھے مسلمان کر کے جاؤ۔ میں بھی توبہ کرتا ہوں۔ حضرت فضیل نے اس یہودی کو بھی بیعت کیا اور جب جانے لگے۔ تو یہودی نے کہا۔ کہ عرض کردوں کہ یہ معاملہ کیا تھا۔ انہوں نے کہا۔ کہ بتاؤ۔ تو یہودی نے کہا۔ کہ میں نے توریت میں پڑھا تھا۔ کہ جو شخص سچی توبہ کرتا ہے اگر وہ مٹی کو ہاتھ لگائے تو وہ سونا بن جاتی ہے۔ میں نے سرہانے کے نیچے مٹی رکھی تھی۔ اس آزمائش کیلئے کہ آپ سچ کر رہے ہیں یا جھوٹ۔ آپ نے اٹھا کر مجھے دی تو وہ واقعی سونا تھی۔ اس لیے آپ کو صحیح خدا کا بندہ سمجھ کر آپ کے دست حق پر میں نے بیعت اختیار کی۔ میرے دوستو۔ ہماری تمام مصیبتوں کا واحد علاج یہ ہے۔ کہ ہم اپنی تمام غلطیوں کی خداوند قدوس سے معافی مانگیں۔ اس کی رضا کو اپنا نصب العین بنالیں اسی کے عشق میں رہیں۔ اور اسی کے عشق میں مر جائیں۔ باقی تمام غموں کا مداوا کرنے والا وہ خود ہے۔ اگر انسان کو یقین آجائے تو یہ جہاں بھی آپکا اور وہ جہاں بھی آپکا۔ جب انسان صحیح طریقے سے اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر اللہ تعالیٰ کا بن جاتا ہے۔ اور اس کی رضا کا طالب بن جاتا ہے۔ تو یہ دنیا تو کوئی چیز نہیں۔ وہ اس کے قدموں میں بکھری رہتی ہے۔ اور اس کے سامنے پیش ہونے میں اپنا فخر سمجھتی ہے۔ ساری موجودات، حیوانات، جمادات، نباتات اس کی غلام ہوتی ہیں۔

خطاب عرس مبارک ۱۷ نومبر ۱۹۶۷ء

تعلیم نبیِ رسولی ص ۳۶

Abbas
۹-۸-۲۰۰۸
۷-۸-۱۴۲۹ بروز ہفتہ
PM 5:15
۲۹

۱۔ امام حسینؓ کا جھگڑا۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے۔ کہ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے اور
حضرت امام حسینؓ میں کیلئے ہوئے جھگڑا ہو گیا۔ صاحبزادے نے کہا۔ کہ
ہم کو معلوم ہے۔ کہ میں خلیفہ دومؓ کا بیٹا ہوں۔ حضرت امام حسینؓ نے فرمایا
ہاں مجھے معلوم ہے۔ کہ تم میرے نانا کے غلام کے لڑکے ہو۔ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے خفا
ہو گئے۔ اور اپنے گھر چلے گئے۔ اور جب حضرت عمرؓ کو سارا واقعہ سنایا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ
اگر سچ کہتے ہو تو حضرت امام حسینؓ سے لکھوا کر لاؤ۔ دوسرے دن حضرت عمرؓ کے صاحبزادے نے آ کر
کہا۔ کہ اگر سچ کہتے ہو تو لکھ کر دو۔ حضرت امام حسینؓ نے لکھ کر دے دیا۔ حضرت عمرؓ کے صاحبزادے
خوش خوش گھر گئے۔ یعنی اب حضرت امام حسینؓ کو سزا ملے گی۔ حضرت عمرؓ کاغذ دیکھ کر اشکبار
ہو گئے۔ اور مسجد میں تشریف لے گئے۔ سارے لوگوں کو جمع کیا۔ اور فرمایا۔ کہ لوگو۔ میں نے رسول اللہ
کئی عرصے تک غلامی کی۔ لیکن مجھے معلوم نہیں تھا۔ کہ میری غلامی قبول ہوئی یا نہیں۔ آج حضورؐ
کے اپنے شہزادے کے ہاتھ کا لکھا ہوا خط ملا۔ یعنی یہ سند ملی۔ اور جب میں مر جاؤں تو میری قبر
میں اس سند کو دفن کرنا۔ سبحان اللہ تعالیٰ کس قدر وفا تھی

صہ ۶۷

حضور علیہ السلام نے فرمایا: انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے۔ تو تمہیں دیکھنا
چاہیئے۔ کہ کون کس سے محبت رکھتا ہے۔ اگر نیکیوں سے اس کی محبت ہے۔ تو وہ اگرچہ بُرا ہو مگر
نیک ہے۔ اس لیئے۔ کہ وہ صحبت اسے نیک کر دے گی۔ اور اگر بُرے دل کی صحبت میں رہتا ہے۔ تو اگرچہ
نیک ہو۔ مگر وہ بُرا ہے۔ اس لیئے کہ بُری صحبت اسے بُرا بنا دے گی۔ اور حکایتوں میں ہے۔ کہ ایک
مرد کعبہ کے طواف میں یہ دعا کر رہا تھا۔ اللھم اصلح اخوانی فقیل لہ لم تدع لک فی ھذا المقام۔ الٰہی میرے
بھائیوں کو صالح بنا دے۔ اسے لوگوں نے کہا۔ اس مقام پر تو اپنے لیئے دعا کیوں نہیں کرتا۔
بلکہ بھائیوں کیلئے دعا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ اے بھائی۔ جب ان میں جاؤنگا
اگر وہ صالح ملے تو میں بھی ان کی صلاحیت سے صالح ہونگا۔ اگر وہ فسادکار ہے
تو میں بھی ان کے فساد سے مفسد ہو جاؤنگا۔ جب صحبت صالحان
میرا قائم ہے۔ تو میں بھی ان کی صحبت سے صلاحیت اختیار کر لونگا
اس لیئے اپنے بھائیوں کیلئے دعا کرتا ہوں۔ تاکہ ان کے
ذریعہ میرا مقصد حاصل ہو جائے۔

شفا المحبوب صہ ۶۶

نسبتِ رسول ص

ساری کائنات کیلئے حضور کو رحمۃ العالمین بنایا۔ حضور کی خاطر ہی دنیا میں بھی مخلوق پر رحم و کرم فرمایا۔ اور آخرت میں شفاعت بھی حضور ص کی خاطر ہی ہوگی۔ جب نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم معراج شریف پر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں نے آپ ص کی اُمت کو اس لئے غریب رکھا۔ تاکہ قیامت میں ان کو حساب نہ دینا پڑے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لوگوں کی عمریں اس لئے کم رکھیں تاکہ ان کے گناہ زیادہ نہ ہوں۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو سب سے آخر میں اس لئے پیدا فرمایا کہ انہیں قبر میں تھوڑا وقت گزارنا پڑے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام رحم و کرم مہربانیاں حضور کے طفیل ہیں۔ اور ان کا حقدار انسان اسی وقت بن سکتا ہے۔ جب نسبتِ رسول ص حاصل ہو۔

خطاب پیر صاحب ۱۲ دسمبر ۱۹۹۳ء

حقائق القرآن جلد ۱ ص ۶۴ سے ۱۴۲

حضرت حنظلہ رض ایک بار حضرت ابوبکر صدیق رض سے کہا کہ اے ابوبکر ہم تو منافق معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت نے پوچھا کیوں۔ انہوں نے کہا کہ جب ہم نبی پاک ص کی خدمت میں ہوتے ہیں۔ تو ہم یہ چاہتے ہیں۔ کہ سب کچھ نبی پاک ص پر قربان کر دیں۔ اور ہمیں اپنے ماں باپ اولاد جائیداد اور کام سب کچھ بھول جاتا ہے۔ لیکن جونہی ہم باہر آتے ہیں۔ تو ہم کو دنیاوی کام یاد آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ رسول پاک ص کے غلام ابوبکر صدیق رض نے فرمایا کہ یہ حالت تو ہماری بھی ہے چلو رسول پاک ص کی خدمت میں جاکر یہ عرض کریں۔ پھر دونوں خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے۔ اور نبی پاک کے سامنے اپنی کیفیت کو عرض کیا۔ نبی پاک ص نے فرمایا کہ اگر تمہاری جو حالت میرے سامنے ہوتی ہے جو ہر وقت رہے تو فرشتے تمہارے راستوں میں کھڑے ہو کر تم کو سلام دیں۔ تمہارے بستروں پر کھڑے ہو کر تمہیں سلام دیں۔ تم انسان ہو۔ تم اس وقت ہی صفاتِ ربانی کے پرتو سے حضور ہو کر پاک ہو جاتے ہو۔ اور جونہی باہر جاتے ہو۔ تو دوسرے خیالات پیدا ہوتے ہیں یہ منافقت نہیں ہے۔ بلکہ بشریت کا ایک تقاضا ہے

۸ اکتوبر ۱۹۹۳

حقائق القرآن جلد ۱ ص ۳۱

ایک تو دوسرے سے محبت

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف ع سے
محبت کی تو حضرت یعقوب ع ۴۰ سال روئے۔ اور یوسف
نزدیک ہی حکومت کرتے رہے۔ یوسف کو بھائیوں سے
محبت ہوئی تو ان بھائیوں نے انہیں کنوئیں میں پھینک دیا
یوسف کو زلیخا سے مدد کی امید ہوئی تو ان کے ہاتھوں بد
نام ہوئے۔ اور جیل میں گئے
عزیز بادشاہ مصر سے
یوسف قابل معلوم ہوئے
تو اس نے وزیر بنا دیا
اور امید پیدا ہوئی
حکومت بہت زیادہ
چلی گئی۔ یوسف کے ہاتھوں
سے ان کی کئی سال کی
حکومت ختم ہوگئی۔ اور
ان تمام مصیبتوں اور خطرات کے
باوجود چونکہ اللہ تعالیٰ ان کو رکھنا چاہتا تھا۔ تو وہ ہر طرح
محفوظ رہے۔ بلکہ دین و دنیا کی عزت سے مالا مال ہو
ہوئے۔ برادران اسلام اللہ تعالیٰ ہم کو یہ حکم دیتا ہے کہ
کہ سوائے مالک کے کسی سے محبت نہ رکھو۔ ص ۴۸

ایک بزرگ نے قرآن پاک میں پڑھا۔ کہ جان
نکالتے ہوئے ہر انسان کو بہت تکلیف ہوگی اور بعد حدیث
پاک میں پڑھا کہ مومن کی جان اس طرح نکلتی ہے کہ
جس طرح مکھن سے بال تو اس بزرگ کو بہت ہی حیرانگی
ہوئی۔ اور مطلب برآری کیلئے استخارہ کیا۔ حضور پاک ﷺ
خواب میں تشریف لائے اور حکم
دیا کہ سورۃ یوسف پڑھو
جا کر ساری سورۃ پڑھی
مگر کچھ سمجھ نہ آئی۔ پھر
استخارہ کیا
پھر حکم ہوا [illegible]
مرشد جب اس طرح
حکم ہوا۔ اور درویش
مرشد کو سمجھ آگئی تو
بابا فرید ایک درویش کی خدمت
میں حاضر ہوئے ماجرا سنایا۔ درویش نے فرمایا کہ
تم نے سورۃ یوسف میں نہیں پڑھا۔ کہ جب زلیخا سے اس
میں ہوگئے۔ اور سارا ماجرا
کی سہیلیوں نے مذاق کیا تو انہوں نے سب سہیلیوں کو
دعوت دی۔ اور سب کو چھریاں اور [illegible]

دروازے میں داخل

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو جب
اللہ تعالیٰ نے فرعون کے ظلم سے نجات عطا
فرمائی تو انہوں نے بجائے شکر ادا کرنے کے سونے کے بنے ہوئے
بچھڑے کی پوجا شروع کر دیا۔ اور خدا کا ان پر غضب
نازل ہوا۔ اور حضرت موسیٰ نے دعا مانگی تو حکم ہوا کہ یہ قوم
معافی مانگتی ہوئی اور سجدہ کرتی ہوئی فلاں شہر میں داخل ہو۔
تب اس کے گناہ معاف ہونگے۔ بظاہر تو مالک اگر چاہتا تو ان
کو اپنے مقام پر ہی معافی طلب کرنے پر معاف فرما دیتا۔ تو
پھر ایک خاص شہر میں جانے کا کیوں حکم ہوا۔ اس لیے
کہ اس شہر میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندے مدفون تھے
جن پر شب و روز خدا کی رحمت برستی تھی۔ اور جن کی
روحیں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول تھیں اس جگہ پر
جانے اور شامل ہونے سے وہ رحمت میں داخل ہو
جاتے اور شقاوت دور ہو
جاتی

III : کھانے لگیں۔ تو یوسف علیہ السلام پاس سے گزرے تو تمام سہیلیاں دید میں اس قدر محو

۴۵ ہو گئیں کہ اپنے ہاتھ کاٹ دیئے گویا شوق اور محبت ایسی چیز ہے کہ دکھ کا ہوش ہی

نہیں رہتا۔ اس طرح سے شک جان نکلتے ہوئے سخت تکلیف ہو گی۔ مگر اس کے لئے

مومن کو خدا کی ملاقات کا اس قدر شوق ہوگا کہ وہ دکھ محسوس ہی نہیں

ہو گی نسبتِ رسولؐ ص ۵۴ حضور شعلہ ہارون الرشید ۲؎

خطاب ۱۴ جون ۱۹۷۰ء

۱۔ حضرت ذوالنون مصری کی توبہ

آپ سے کسی نے توبہ کی وجہ دریافت کی تو آپ نے

فرمایا۔ کہ میں مصر سے کسی بستی کی طرف سفر کر

رہا تھا۔ راستے میں صحرا میں تھک کر

ایک جگہ لیٹ گیا۔ اور سو گیا جب

آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا ہوں

کہ ایک مرغی جس

اڑ گیا

زمین

اندھی چڑیا

درخت پر ہے اور پھر وہاں

سے زمین پھٹ جاتی ہے

اور دو تھال ایک سونے کا اور ایک

چاندی کا نمودار ہوتے ہیں۔ ایک میں تل ہیں

اور دوسرے میں پانی ہے۔ وہ چڑیا ایک چونچ پانی میں

ڈال لیتی ہے۔ اور ایک تل میں یہ عجیب واقعہ دیکھ کر میرے دل کی

حالت بدل گئی۔ اور تعجب ہوا۔ کہ مالک کی ذاتِ قدسی صفات کی شان

ہے۔ کہ اپنی مخلوق میں سے ایک چڑیا کو بھی اس لق و دق صحرا میں بے

یار و مددگار نہیں چھوڑتی تو مجھے کس طرح چھوڑے گی۔ وفا کا تقاضا

ہے۔ اور مہربان آقا کی غلامی میں گزاروں۔ چنانچہ مالک

یہ ہے۔ احسان کا بدلہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی اسی رحیم

کی غلامی اختیار کی اور کائنات کے ذرے

ذرے کو اللہ تعالیٰ کا غلام بنا دیا

ص ۶۳

۲۔ نبی اکرمؐ کے احسانات

۔ ۱۔ [illegible] ہیں۔ کہ جن کا شمار ناممکن ہے۔ لیکن نبی م

سے زیادہ احسان نبی م کے قریبی غلاموں پر ہیں۔ تاریخ کے اوراق گواہ

ہیں۔ ایران کی فتح کے بعد لشکر واپس آ رہا تھا۔ اور حضرت عمر اس کی

[illegible] قدسی کیلئے گئے۔ واپسی پر ایک جنگل میں سے گزر ہوا۔ ایک

درخت کے پاس سے گزرے تو زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے عرض کی

سب لوگ حیران ہو گئے۔ بعد دیر کے بعد فرمایا کہ بچپن میں میں

کہ یا حضرت کیا معاملہ ہے۔ فرمایا [illegible] بکریاں چرایا کرتا تھا۔ اور میں نالائق تھا

یہاں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ بکریاں مجھ سے بھاگ جاتی تھیں

میری بکریاں [illegible] تو مجھے میرا والد اس درخت کے ساتھ

باندھ کر مارا کرتا تھا۔ کہ تم

نالائق ہو۔ قدرت نے

مجھے آپؐ کی غلامی

بخشی تو آج

قیصر و کسریٰ

کے تخت

[illegible]

۳۔ چیل کی شفقت

[illegible] ہے ۔ جو ایک چیل نے [illegible] ۔ ۴۔ حضور [illegible] کا احسان یاد آیا ہے

نوجوان [illegible] ایک چیل [illegible] ۔ حضور [illegible] ص ۶۷

جیسے ہی [illegible] اور اسے [illegible] ۔ اور [illegible] ایک

سانپ نکلا۔ مولانا [illegible] کے سر مبارک [illegible]

حضرت [illegible] آ گئے [illegible] ان کی [illegible]

نوجوان [illegible] ۔ جب [illegible] اور [illegible]

اٹھی بنا [illegible] ۔ اور اس [illegible]

کاٹ لیا [illegible] ۔ اور [illegible]

دیکھ لیا [illegible]

[illegible] ص ۶۲

جنگ تبوک کے موقع پر جب آپ نے حضور علیہ السلام کا اعلان سنا کہ اپنی استطاعت کے مطابق بیت المال میں حصہ ڈالو تو آپ گھر چلے گئے اور
اپنے کپڑے اتار کر غلام کو دیئے کہ جا کر ڈھیر میں رکھ دو۔ کیونکہ آپ کے پاس اور کوئی چیز باقی نہیں رہی تھی۔ جب وحی آئی تو حضرت جبرائیلؑ نے
بوری کا لباس پہنا ہوا تھا۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا جبرائیل آج یہ کیسا لباس پہن کر آئے ہو۔ عرض کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم آج تو سارے اہل عرش
نے یہی لباس پہنا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ یہ لباس پہنو کیونکہ ابوبکرؓ نے یہ لباس ہی پہنا ہوا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بلایا گیا تو انہوں
نے ایک بوری کمر سے لپیٹی ہوئی تھی۔ اور ایک اوپر لی ہوئی تھی۔ اور بیری کے کانٹوں سے یہ لباس سی رکھا تھا۔ حقائق القرآن ص ۵۶ جلد ۱

انسان جب جنت میں جائے گا۔ اور اسے تمام انعامات مل جائیں گے۔ اسے ہمیشہ کی زندگی مل جائے گی۔ اور وہ آرام میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی
یاد میں ہوگا۔ تو وہاں بھی اسے نسبتِ رسولؐ کی ضرورت ہوگی۔ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ نے نبی پاکؐ سے وہاں بھی وابستہ کیا ہوگا۔ اور اسے یاد دلانے کیلئے
اللہ تعالیٰ نے وہاں بھی ہر جگہ حضور پاکؐ کا نام لکھا ہوا ہوگا۔ وہاں بھی انسان کو حضورؐ کی ذاتِ اقدس اپنی بخشش کا ذریعہ نظر آئے گی۔ اور یہ خیال اسے
دامن گیر رہے گا۔ کہ کہیں وہ اس نسبت سے محروم نہ ہو جائے۔ حقائق القرآن ص ۸۵ جلد ۱۔

جنگ تبوک کا وقت آیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
کہ رومیوں سے مقابلہ ہے۔ اس لئے یہاں ساز وسامان کی ضرورت ہے۔ بس صحابی
کے پاس جو کچھ تھا۔ انہوں نے لاکر پیش کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک صحابی رض کے پاس کچھ نہیں تھا
وہ رات بھر ایک یہودی کے کھجوروں کے باغ کو پانی لگاتے رہے۔ اور اس سے جو مزدوری ملی وہ لا
کر اس میں شامل کر دی۔ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس اس وقت کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ گھر چلے گئے اور جاکر
اپنے کپڑے اتارے۔ بوری کمر کے ساتھ لپیٹی بوری اوپر کی۔ اسے ببول کے کانٹوں سے سی دیا۔ اور ایک
خادم کو حکم دیا۔ کہ یہ میرے کپڑے جاکر آہستہ سے بیت المال کے ڈھیر میں رکھ دو۔ جب وحی نازل
ہوئی۔ حضرت جبرائیل ع آئے تو رسول پاک ص نے دیکھا۔ کہ جبرائیل ع نے بوری پہنی ہوئی۔ اوپر بھی بوری
کی ہوئی ہے۔ اور کانٹوں سے سی ہوئی ہے۔ حضور علیہ السلام نے پوچھا کہ جبرائیل ع آج کیسا لباس
پہن کر آئے۔ ہو عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آج اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ کہ تمام ساکنین عرش اسی
لباس میں رہیں۔ کیونکہ ابوبکر کا یہ لباس ہے۔ یعنی جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس طرح قربانی
دی۔ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر عمل کیا۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے بھی بہت بڑے اعزاز سے نوازا فرش
پر بھی اور عرش پر بھی۔ حقائق القرآن صفحہ ۳۸ جلد ۱ ۲۲ اکتوبر ۱۹۹۳ء

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر ہجرت پر جا رہے تھے۔ تو اونٹنی پر سوار تھے۔ اور حضرت
ابوبکر صدیق رض بھاگ رہے تھے۔ کبھی دوڑ کر آگے ہو جاتے کبھی دوڑ کر پیچھے ہو جاتے۔ کبھی دوڑ کر دائیں
طرف چلے جاتے کبھی دوڑ کر بائیں طرف چلے جاتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ ابوبکر یہ کیا ۵۶
کر رہے ہو۔ تو عرض کی یا رسول اللہ ص جب مجھے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ دشمن آگے سے نہ آ جائے
اور آکر نقصان نہ پہنچائے تو میں آگے ہو جاتا ہوں۔ جب میں آگے آتا ہوں تو مجھے خیال پیدا ہوتا ہے
کہ دشمن پیچھے سے نہ آ رہا ہو۔ اور آکر پیچھے سے تکلیف نہ پہنچائے۔ تو میں بھاگ کر پیچھے ہو جاتا ہوں۔
پھر مجھے خیال ہوتا ہے کہ دائیں طرف سے نہ آ رہا ہو تو دائیں طرف ہو جاتا ہوں۔ پھر مجھے
خیال آتا ہے۔ کہ بائیں طرف نہ ہو تو میں بائیں طرف جاتا ہوں۔

حقائق القرآن صفحہ ۵۶ جلد ۱

وہ لوگ جنہوں نے نبی پاک ﷺ کے فرمان پر یقین کر کے اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانا ۔ اور اس کے حکم کے مطابق اپنے اعمال کو درست کیا اور جنت کو انعام کے طور پر حاصل کر لیا ۔ اب وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے فارغ ہو کر صرف وہاں عیش و عشرت میں ہی رہیں گے یا ان کا تعلق حضور پاک ﷺ سے اسی طرح رہے گا ۔ جس طرح دنیا میں تھا ۔ اس لئے نبی پاک ﷺ نے فرمایا ۔ کہ جب کوئی جنتی جنت میں جائے گا ۔ تو دیکھے گا ۔ وہاں ستر ہزار باغ اور ہر باغ میں ستر ہزار درخت اور ہر درخت کے ساتھ ستر ہزار پتے اور ہر پتے پر لکھا ہوا ہو گا

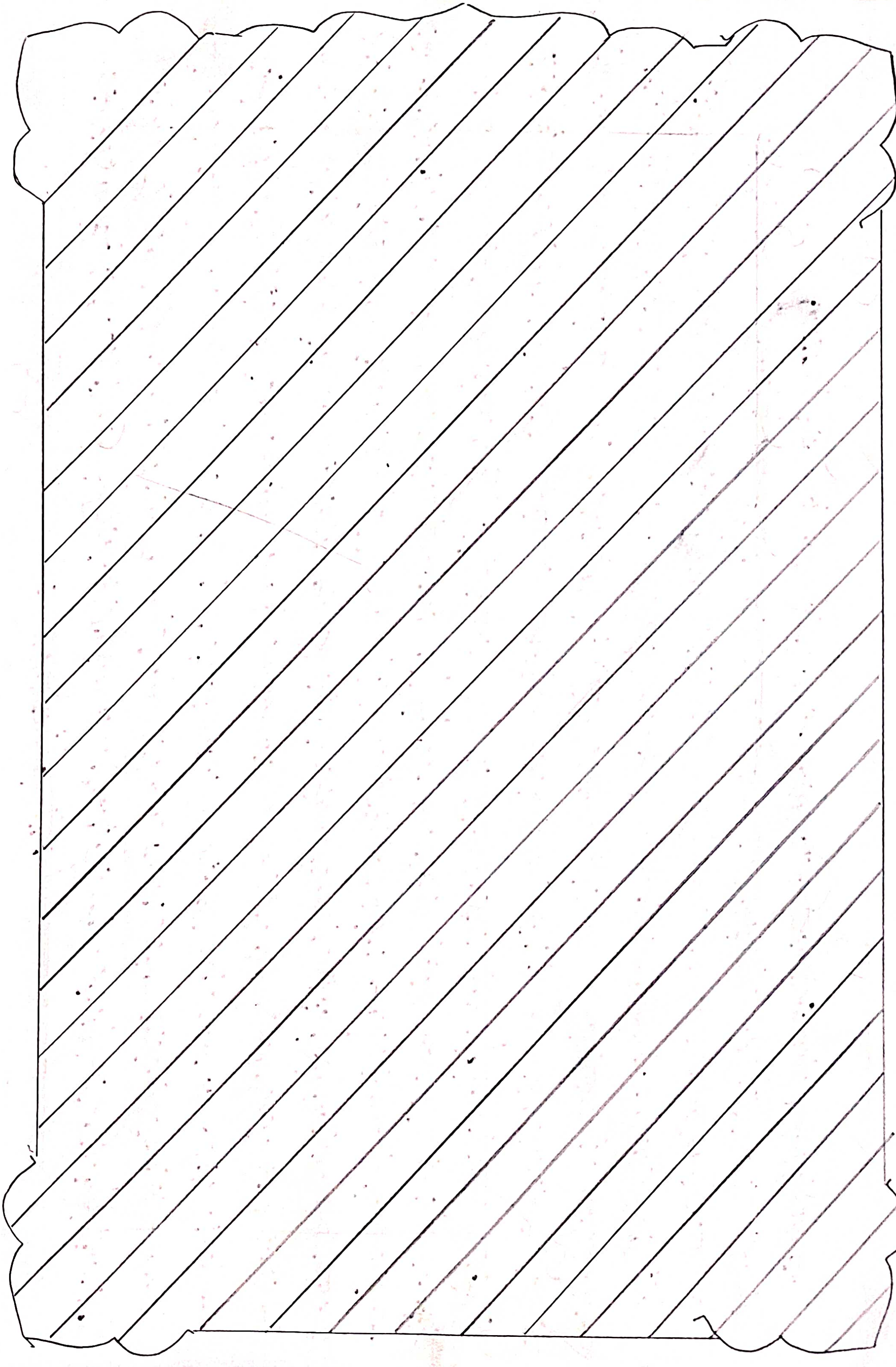
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و اصحاب محمد و علی ازواجہ اجمعین و بارک وسلم و صلی علیہ امۃ مسلمۃ ربنا غفور

ہر جنتی ہر پتے پر لکھا ہوا یہ دیکھے گا ۔ یعنی وہاں یہ لکھا ہوا ہو گا ۔ کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے ۔ اور اس کا رسول علیہ السلام نبی ہیں ۔ اب تم یہاں بھی نبی پاک ﷺ پر درود بھیجتے رہو ۔ لہذا تو یہ لکھا ہوا ہو گا ۔ کہ گنہگار امت کا بخشنے والا رب یعنی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی جو امت بخشی گئی ہے ۔ جو اس کو جنت ملی ہے جو اس کو انعام ملا ہے ۔ یہ اس لئے نہیں ملا ۔ کہ اس کے اعمال ایسے تھے ۔ کہ ان کو ملنا چاہیے تھا ۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو گا ۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان کے تمام اعمال تلیں گے تو اللہ تعالیٰ کی ایک مہربانی کے بدلے میں انسان کی ساری کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی ۔ اور اس وقت انسان حیران و پریشان ہو جائے گا ۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اسے معاف فرمایا جائے گا ۔ اور اس پر مہربانی کی جائے گی ۔ تو یہاں ہر انسان اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا ۔ کہ میں جو جنت میں آیا ہوں ۔ مجھے جو انعام ملے ہیں ۔ یہ میرے اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ یہاں سامنے ہر ایک پتے پر لکھا ہوا ہے ۔ کہ امۃ مسلمۃ رب غفور ۔ گنہگار امت کا بخشنے والا رب ۔ یعنی ہم تو دنیا میں گنہگار تھے نالائق تھے نکمے تھے اللہ کے احسان کو ادا ہی نہیں کر سکتے تھے ۔ شکر ادا ہی نہیں کر سکتے تھے ۔ یہاں جو ہمیں انعام ملا ہے ۔ یہ اس لئے ملا ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے بخشا ہے کہ ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہیں ۔ (حقائق القرآن ص ۸۲ جلد ۱)

(امام اعظم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت)

حضرت امام اعظم رحؒ کے زمانے میں خلیفہ منصور کے پاس ایک پادری گیا۔ اور اس نے جا کر کہا۔ کہ میں تین سوال کرتا ہوں۔ اگر آپ کے علماء ان تینوں سوالوں کے جوابات دے دیں۔ تو میں مسلمان ہو جاؤں گا۔ اگر وہ نہ دے سکیں۔ تو پھر سارے عیسائی ہو جائیں۔ منصور نے علماء کو بلا کر اس پادری سے پوچھا۔ کہ بتاؤ وہ سوالات ہیں۔ پادری نے کہا۔ پہلا سوال یہ کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کیا کر رہا ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے۔ کہ تم کہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو پیدا کیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ سے پہلے کیا تھا۔ تیسرا سوال یہ ہے۔ کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا منہ کس طرف ہے۔ علماء شش و پنج میں پڑ گئے۔ لیکن جن کو نسبت رسولؐ حاصل تھی حضرت امام اعظمؒ وہ فوراً دربار میں گئے۔ اور انہوں نے خلیفہ وقت کو کہا۔ کہ میں جواب دوں گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ چونکہ یہ سوالی ہے اور میں نے جواب دینا ہے۔ اس لئے یہ جو آپ کے پاس تخت پر بیٹھا ہے۔ اٹھ کر نیچے کھڑا ہو۔ میں تخت پر بیٹھوں گا۔ یہ میرے سامنے سوالی بن کر سوال کرے۔ چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا۔ پادری تخت سے اٹھ کر نیچے کھڑا ہو گیا۔ حضرت امام اعظم تخت پر بادشاہ کے پاس بیٹھ گئے۔ اور پادری نے سوال کیا کہ بتاؤ اللہ تعالیٰ اس وقت کیا کر رہا ہے۔ تو حضرت امام اعظمؒ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس وقت یہ کر رہا ہے۔ کہ اس نے مجھے تخت پر بٹھا دیا۔ اور تمہیں سوالی بنا دیا۔ پھر دوسرا سوال پادری نے کیا۔ کہ تم کہتے ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب کو بنایا تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ ہے۔ لیکن اس سے پہلے کون ہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا۔ کہ دس سے پہلے کون سا عدد آتا ہے۔ پادری نے کہا نو۔ ——— آخر اس نے کہا کچھ نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ بھی اسی طرح ایک ہے۔ اس سے پہلے اور کوئی نہیں پھر پادری سے پوچھا۔ بتاؤ تیسرا سوال کیا ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کا منہ کس طرف ہے۔ حضرت امام اعظم نے فرمایا۔ کہ ایک موم بتی لے آؤ۔ موم بتی لائی گئی۔ اس کو روشن کیا۔ اور اس پادری سے پوچھا کہ بتاؤ اس موم بتی کا منہ کس طرف ہے۔ اس نے کہا۔ کہ اس کی روشنی تو سب طرف ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اسی طرح اللہ تعالیٰ کا نور ہر طرف ہے۔ ہر طرف اللہ تعالیٰ کی روشنی ہے۔ چنانچہ وہ پادری وہاں سے بھاگ گیا۔

حقائق القرآن صـ ۹۰ جلد ا پیر ہارون الرشید مد ظلہ العالی موہڑہ شریف۔ خطاب ۲۸ فروری ۱۹۹۳ء



وصالِ رسول ؐ

جب ملک الموت اعرابی
کی صورت میں آیا۔ تو اس نے اندر
آنے کی اجازت طلب کی۔ پس اسے اجازت دی
گئی۔ اس نے عرض کیا۔ السلام علیک ایہا النبی۔ خدا تعالیٰ آپ
کو سلام فرماتا ہے۔ اور مجھے اس نے حکم دیا ہے۔ کہ میں آپ کی اجازت
سے آپ کی روح قبض کروں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ملک الموت جب تک میرے
پاس جبرائیل علیہ السلام نہ آئیں۔ اس وقت تک میری روح کو قبض نہ کرنا۔ اسی وقت جبرائیل حاضر
خدمت ہو گئے۔ آپ نے فرمایا جبرائیل ایسے وقت میں آپ مجھے تنہا چھوڑتے ہو۔ تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میں
آپ کے لیے ایک بشارت لایا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مالک جہنم سے فرمایا ہے۔ کہ آج آتش دوزخ کو سرد کر دو۔ کہ میرے
محبوب کی روح مقدسہ آسمان پر آ رہی ہے۔ حوروں کو حکم دیا گیا ہے کہ آراستہ ہو جائیں۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ صف بستہ کھڑے ہو
جائیں۔ کہ روح محمد آ رہی ہے۔ اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ زمین پر جاؤ۔ اور میرے محبوب سے کہو کہ جنت تمام نبیوں اور امتوں پر حرام ہے
جب تک آپ اور آپ کی امت اس میں داخل نہ ہو۔ اور قیامت کے دن آپ کی امت کے بارے میں اللہ آپ کو اتنا دے گا کہ آپ
راضی ہو جائیں گے۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ملک الموت جس کا آپ کو حکم ہوا ہے۔ اس کی تعمیل کر لو
ملک الموت نے آپ کی روح کو قبض کیا۔ اور اعلیٰ علیین میں لے گئے۔ اور یہ کہتے گئے۔ کہ یا محمداہ یا رسول رب العالمین
حضرت علی فرماتے ہیں۔ کہ میں آسمان سے فرشتے کی آواز سنتا تھا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں
کہ جب آپ کی روح مقدسہ قبض ہوئی تو میں نے ایک ایسی خوشبو محسوس کی کہ اس
سے پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی تھی۔ الحمد للہ ... ۱۲۴
فیض احمد اویسی بہاولپور

۱۴۳۱-۱-۳
18-1-10
9-11
5:30 PM

اصحابِ کہف تک پیغام

حضور علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے اصحابِ کہف کی ملاقات کی دعا کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آپ سے ان کی ملاقات آخرت میں مقدر ہے۔ البتہ آپ [illegible] کو بھیج کر ان سے اپنی رسالت کا پیغام دے سکتے ہیں۔ حضور علیہ السلام نے جبرائیل امین سے پوچھا۔ ان کے پاس ایسے پہنچا جا سکتا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ اپنی چادر بچھا دیں۔ اور ایک کنارہ پر صدیق اکبر، [illegible] عمر فاروق، [illegible] عثمان غنی، [illegible] علی مرتضیٰ کو بٹھا دیں۔ اور سلیمان علیہ السلام کی ہوا کو [illegible] ان حضرات کو غار پر پہنچا دیا۔ [illegible] ان حضرات نے غار میں داخل ہونے [illegible] تو کتے نے آنکھ کھولی۔ دروازہ کھولا [illegible] کی طرف اشارہ کیا۔

(الحقائق فی الحدائق ص ۱۰۵ علامہ فیض احمد اویسی بہاولپوری)

اسی طرح ہندوستان سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی بابا رتن کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ اگرچہ یہ صحابی کی حیثیت سے [illegible] کے نزدیک مشکوک ہیں۔ لیکن [illegible] حاصل ہے۔ (الاصابہ ص ۵۲۷ [illegible])

(حضرت رتن ہندی [illegible])

(علامہ فیض احمد اویسی بہاولپوری)

[illegible signature]
۱۸-۱۰-۲۰۱۰
۹-۱۱-۱۴۳۱
۵:۱۸:۲۰ PM

حضرات صوفیائے کرام نے برصغیر پاک و ہند کے ظلمت کدوں کو نورِ اسلام سے منور کیا اور اپنے قول و فعل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ یہ انہی بزرگانِ دین کی بے لوث اور پُر خلوص کوششوں کا نتیجہ تھا۔ کہ برصغیر میں اتنی بڑی تعداد میں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔

بعض تذکروں میں مذکور ہے۔ کہ حضرت شیر محمد المعروف دیوان صاحب کا خاندانی نام رائے چاولہ اور بعض روایتوں کے مطابق میاں چاور تھا۔ مگر قبول اسلام کے بعد آپ شیر محمد کہلائے۔ آپ اس علاقہ کے راجہ سپال یا مہی پال کے بیٹے تھے۔ جس کا باپ رائے لکھن راجپوت قوم ڈھوڈی کا سردار تھا۔ راجہ سپال یا مہی پال بدھ مت کا پیروکار اور مہاراجہ سندھ کا تعلقہ دار تھا۔ اس راجہ کی ایک رانی چونیاں ضلع قصور کی رہنے والی تھی۔ اور ذات کی کمبوہ تھی۔ حضرت دیوان صاحب اس رانی کے بطن سے (۳۰ھ / ۶۵۰ء ۔ ۶۵۱ء) کو پیدا ہوئے۔ آپ کی بہن گنگن برس کی ماں بھی یہی رانی تھی۔ یہ رانی جہیز میں ایک گاؤں لائی تھی۔ جس کا نام اس نے اپنی بیٹی کے نام پر گنگن پورہ رکھا۔ یہ گاؤں اب بھی چونیاں ضلع قصور میں واقع ہے ـــــ ایک روایت یہ بھی ہے۔ کہ والئ سندھ اور اہل اسلام کے درمیان معرکہ آرائی میں قلعہ کھوتوال کی فوج نے والی سندھ کا ساتھ دیا۔ جس میں راج کمار میاں چاور بھی شامل تھے۔ معرکہ میں اہل اسلام کو فتح ہوئی۔ اور میاں چاور بھی قیدی بنا کر مدینہ بھیج دیئے گئے۔ سرزمین عرب میں آپ دین حق کی سچائی سے متاثر ہوئے اور حضرت امام حسین کے دست حق پر بیعت کی۔ اور اپنے قیام عرب کے دوران حضرت دیوان چاولی مشائخ نے حج بھی کیا۔ اور ملک عرب اور گردونواح کے علاقوں کی سیاحت بھی کی۔ آپ نے حضرت اویس قرنی کے مزار پر حاضری دی۔ اور چند روز اعتکاف کر کے فیض روحانی حاصل کیا۔ اور اس روایت میں کہا گیا ہے۔ کہ حضرت دیوان چاولی مشائخ (۷۱۲ء) میں محمد بن قاسم کی فوج میں شامل ہو کر برصغیر واپس آئے۔ (یعنی ۹۴ ہجری کو واپس برصغیر آئے)

حضرت دیوان صاحب اور گنگن برس کا ایمان لانا آپ کے باقی اور برادری والوں کو ناگوار گزرا اور وہ آپ کی جان لینے کیلئے موقع کی تلاش میں رہنے لگے۔ ایک روز آپ نے اپنا چوبی عصا زمین میں گاڑا اور نماز پڑھنے لگے۔ برادری والوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور حالت نماز میں آپ کو شہید کر دیا۔ یہ یہ واقع بقول مولانا محمد الدین ۲۷ رمضان ۱۳۱ھ کا ہے۔ وہ عصا جو آپ نے شہادت میں قبل زمین میں گاڑا تھا۔ منی کے نام سے مشہور ہے۔ اور آپ کی جائے شہادت کی نشاندہی کرتا ہے بعد میں آپ کے برادری والوں کو اپنے کیئے پر ندامت ہوئی۔ اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔

بہن گنگن برس آپ کی شہادت کا صدمہ برداشت نہ کر سکیں اور وفات پا گئیں۔ مگر ملفوظات چند سے لکھا ہے۔ کہ بعد وہ گنگن برس ہمشیرہ ان کی بھی اسی جگہ متصل قبر اپنے بھائی کے زندہ داخل ہو گئی۔ گنگن برس کی قبر کو ایک پنجرے سے مستور کر دیا گیا ہے۔ جس پر کپڑا پڑا رہتا ہے۔ یہ غالباً پردہ

داری کا لحاظ رکھتے ہوئے کیا گیا ہے۔ کہ موصوفہ کی قبر بھی محرموں کی نگاہ سے پوشیدہ رہے۔ حضرت دیوان چاولی مشائخ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کشف و کرامات تھے۔ آپ کی بہت سی کرامات عوام میں مشہور ہیں۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکرؒ۔ حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانیؒ۔ حضرت جلال الدین شیر شاہؒ اور حضرت عثمان مروندی شہباز قلندر نے اس درگاہ سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ گورونانک نے بھی یہاں چلہ کشی کی اور مراد حاصل کی۔ اس درگاہ سے فیض پانے والے کچھ اور درویشوں کا تذکرہ بھی روایتوں میں کیا جاتا ہے۔ مثلاً یوسف سائیں فقیر۔ شہامل شاہ۔ علی حیدر سندھل شیخ محمد چاولی۔ شیخ موچا۔ اور محمد مراد کھرل وغیرہ۔ علی حیدر سندھل شیخ محمد چاولی۔ جب آپ کا شہرہ سن کر درگاہ کی زیارت کو چلے تو انہیں خیال گزرا کہ اگر حضرت دیوان چاولی مشائخ صاحب کرامات ہیں۔ تو ہمیں چاول کھلائیں گے۔ چنانچہ انہیں جنگل میں چاولوں کا پکا پکایا دیگچہ مل گیا۔

محمد مراد کھرل جو موضع نورشاہ کا رہنے والا تھا۔ یہاں آیا۔ اور چند روز اعتکاف کیا۔ حضرت دیوان صاحب نے خواب میں اسے ہدایت کی اسم ھو اللہ الذی لا الہ الا ھو کو اس طرح پڑھو کہ ھو کو سانس ختم ہونے تک کھینچ تیرا قلب منور ہو جائے گا۔ اس پر عمل کرنے سے محمد مراد کا قلب منور ہو گیا۔ مگر حضرت دیوان چاولی مشائخ کی زندہ اور سب سے زیادہ قابل ذکر کرامت یہ ہے۔ کہ آپ کی درگاہ سے دماغی عارضوں کے مریض شفا پاتے ہیں۔ چشم دید گواہوں کا بیان ہے۔ کہ یہاں سے کئی ایسے مریضوں نے شفا پائی ہے۔

منشی حکم چند لکھتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی نے ۲۵ ہزار روپے کی لاگت سے آپ کا روضہ تعمیر کرایا۔ اور چند گاؤں مزار کے ساتھ وقف کیے۔ نورالدین جہانگیر نے بھی اپنے عہد میں اس درگاہ کی مرمت کرائی۔ دیوان مول راج کے زمانے میں یہ عمارت از سر نو تعمیر ہوئی۔ مول راج نے ایک ہزار روپیہ دیا۔ اور عقیدت مندوں نے ۲۲ ہزار خرچ کیے۔ روضہ چاولی مشائخ کی تاریخی حیثیت کے بارے میں ولی اللہ خان کہتے ہیں۔ کہ مقبرہ حضرت دیوان صاحب ملتانی فن تعمیر کا اولین نمونہ ہے۔ کیونکہ اس کی دیواروں میں سلامتی ہے۔ جو تقریباً ۱۵ فٹ اونچائی پر ہے۔ اور دیواروں کی سلامتی کا انداز ملتانی فن تعمیر کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

روضے کی اندرونی حصے کی نقاشی دو عہدوں کی نشاندہی کرتی ہے۔ گنبد کی آرائش ۱۷ صدی عیسوی کے عہد مغلیہ کی یادگار معلوم ہوتی ہے۔ اور باقی نیچے کا حصہ جس میں فن تزئین اور رنگوں کی ہم آہنگی کے شعور کا فقدان نظر آتا ہے۔ ۱۸ ویں بلکہ ۱۹ ویں صدی کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ اس میں سکھوں کے عہد کا انداز تزئین صاف جھلکتا ہے۔ گو اس مقبرے میں جو اینٹ استعمال ہوئی ہے۔ وہ بظاہر غزنوی عہد کی نہیں بلکہ عہد مغلیہ کی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت دیوان چاولی مشائخ کا مزار منڈی بورے والا سے ۲۰ کلو میٹر کے فاصلے پر جنوب

طرف چک نمبر 317 ر ب یعنی موضع چاولی مشائخ میں واقع ہے۔ کہا جاتا ہے اس جگہ کا
قدیم نام موسکی وال تھا۔ بعد ازاں اس علاقے کے کسی راجہ نے اپنے بیٹے کھوتا رام کے نام پر جب
یہاں ایک قلعہ بنوایا تو یہ موضع کھوتووال کے نام سے مشہور ہوا۔

اس موضع کا موجودہ نام یعنی چاولی مشائخ کے بارے میں عام خیال ہے
کہ حضرت دیوان صاحب کے لقب چاولی مشائخ کی نسبت سے یہ جگہ کھوتووال سے چاولی مشائخ
مشہور ہوگئی۔ منشی حکیم چند کا خیال بھی یہی ہے۔ کہ قبول اسلام کے بعد لقب انکا چاولی مشائخ
مشہور ہوا۔ ہو سکتا ہے اس جگہ کا نام چاہ ولی ہو کیونکہ یہاں ایک کنواں ہے۔ روایت ہے اس
کنوئیں میں حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ نے نماز معکوس ادا کی اور بابا صاحب اس کنوئیں
میں ۱۲ سال نیچے دھاگے پر لٹکے رہے چلہ کاٹتے رہے ہوں۔ ہو سکتا ہے۔ (چاہ ولی) سے
چاولی بن گیا ہو۔ یہ بھی بعید از قیاس نہیں ہے۔ کہ اس مقام کا نام موضع چار ولی
مشائخ سے بگڑ کر چاولی مشائخ مشہور ہوا۔ تمام روایتوں سے چار اولیائے اللہ کا یہاں
آنا۔ اور مل بیٹھنا ثابت ہے۔ یہ چار اولیا حسب ذیل ہیں۔ (۱) حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ
(۲) حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی (۳) حضرت جلال الدین شیر شاہؒ (۴) حضرت عثمان
مروندی لعل شہباز قلندر۔ اب یہ بھی ہمیں معلوم ہوا۔ کہ موضع کھوتووال کا صوفیاء و اولیاء
و مشائخ کی ایک کثیر تعداد سے تعلق رہا ہے۔ یہاں نہ صرف حضرت دیوان صاحب اور ان کی ہمشیرہ
گنگن برس بلکہ آپ کے استاد حضرت سلطان احمد فلک شیر کا مزار بھی بتایا جاتا ہے۔ یہاں
حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کے اہل خاندان کی قبریں بھی ہیں۔ یہ خاندان صوفی علماء عابدوں
اور زاہدوں کا خاندان تھا۔ اس کے علاوہ یہاں چاروں اولیاء جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ اور گورو
نانک بھی اکتساب فیض کیلئے آتے رہے۔ گورو نانک صاحب نے بھی بعض روایات کے تحت یہاں چلہ کشی
کی وہاں ایک گوردوارا آج بھی موجود ہے۔

(۱) حضرت دیوان چاولی مشائخ کے حالات زندگی کا علم صرف روایات سے ہوتا ہے۔ جن
کی باقاعدہ تصدیق کیلئے کوئی مستند تاریخی حوالہ تادم تحریر ہمارے سامنے نہیں ہے۔ تاہم روایات
بھی بے بنیاد نہیں ہوتیں۔ اور انہیں یکسر نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

(۲-۳) منشی حکیم چند، اور دیگر لکھنے والوں میں شامل بشیر حسین۔ ناظم سید۔ اولاد علی اور شیخ اکرام
الحق نے یہی نام لکھے ہیں۔ (۴-۵) اس وقت مولانا محمد الدین خطیب جامع مسجد چاولی مشائخ
کا لکھا ہوا ایک مسودہ بھی ہمارے پیش نظر ہے۔ اس مسودے میں مولانا موصوف نے یہ نام لکھے ہیں۔

(۶) اگر یہ روایت درست ہے۔ تو پھر یہ معرکہ یا تو ۲۳ھ ۶۴۴ء کا ہو سکتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے
میں حکم بن عمرو تغلبی کا مکران جاتے ہوئے ایرانی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ اور راجہ سندھ کی فوجوں نے ایرانیوں
کا ساتھ دیا تھا۔ یا پھر یہ معرکہ ہو سکتا ہے۔ جب بحرین کے گورنر عثمان بن ابی العاص الثقفی نے حضرت عمرؓ کی

حجاز کے بعد عمان کے راستے ساحلِ ہند پر ایک لشکر بھیجا تھا جو علاقہ تھا جو علاقہ بمبئی تک آیا۔

مگر ایسی صورت میں پھر حضرت چاولی مشائخ کا سنِ پیدائش جو ۳۰ھ بتایا جاتا ہے۔ غلط ثابت ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مذکورہ معرکے کا تعلق ان جھڑپوں سے کسی ایک سے ہو۔ جو مکران کے مسلمانوں اور راجہ سندھ کے درمیان ہوتی رہیں۔ مگر ایسی معمولی جھڑپوں کیلئے کنو تووال کی فوج کا راجہ سندھ کی مدد کیلئے جانے کے امکانات بہت کم ہیں۔ (۷) ماضی میں یہاں کسی قلعے کی تعمیر کے پختہ امکانات ضرور موجود ہیں۔ مگر یہ بات کہ یہ قلعہ کسی راجہ نے اپنے بیٹے کھوتا رام کے نام سے بنوایا تھا۔ غالباً محض ایک روایت ہے۔ منشی حکم چند نے لکھا ہے کہ یہاں نمرود و شداد کی اولاد نے قلعہ بنوایا تھا۔ جواب مسمار ہو چکا ہے۔ صرف شبہ موجود ہے۔ منشی صاحب موصوف نے بھی یہ بات یقیناً کسی روایت ہی کے سہارے لکھی ہے۔

ماہنامہ وہاڑی ٹائمز لاہور

چیف ایڈیٹر: کامران مختار خاں اپریل ۲۰۰۷ جلد نمبر ۱ شمارہ نمبر ۲ ص ۴

تحریر (طارق خان)

(PM) ۸ — ۲۷ — ۵۹

Abbas

۲۰۱۴ — ۱۱ — ۲۷

۱۴۳۶ — ۲ — ۵

بروز جمعرات

مزار حضرت دیوان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملحق ایک درخت بھی موجود ہے۔ جس پر جال کی طرح نشانات ہیں مشہور ہے۔ کہ یہاں پر حضرت دیوان صاحبؒ نے شیر کی شکل میں ظاہر ہو کر پنجے مارے تھے۔ کتب سیر میں ہے۔ کہ آپؒ کا نام رائے چاولہ تھا اور آپؒ راجہ ہسپال کے سب سے چھوٹے لڑکے تھے۔ آپ کے مورثِ اعلیٰ رائے لکھن قوم راجپوت ڈھڈی کا سردار تھا۔ اور اسی نواح میں اس کی حکومت قائم تھی۔ رائے چاولہ بچپن ہی سے مذہب اسلام کی طرف راغب تھے۔ اور بعالم باطن حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض یاب ہو کر درجہ ولایت تک پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ اور آپ کے ساتھ ساتھ آپ کی ہمشیرہ گنگن رحمۃ اللہ علیہا بھی مسلمان ہو گئیں۔ حضرتؒ کے بھائیوں کو یہ بات ناگوار گزری اور انہوں نے موقع ملتے ہی آپ کو شہید کر دیا۔ بعد میں انہیں اس بات کا شدید صدمہ ہوا۔ اور انہوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ اور آپ کا سن تاریخ وصال ۱۳۱ھ ہے۔ اور اب تک آپ کا مزار مرجع گاہ خلائق خاص و عام ہے۔ اور لوگوں کیلئے منبع فیوض و برکات ہے۔ (تذکرہ اولیائے ملتان ص ۱۵۸ از محمد حبیب القادری)

Abbas

۲۰۱۴ — ۱۱ — ۲۸

۱۴۳۶ — ۲ — ۵

(AM) ۹ — ۳۰ — ۴۲

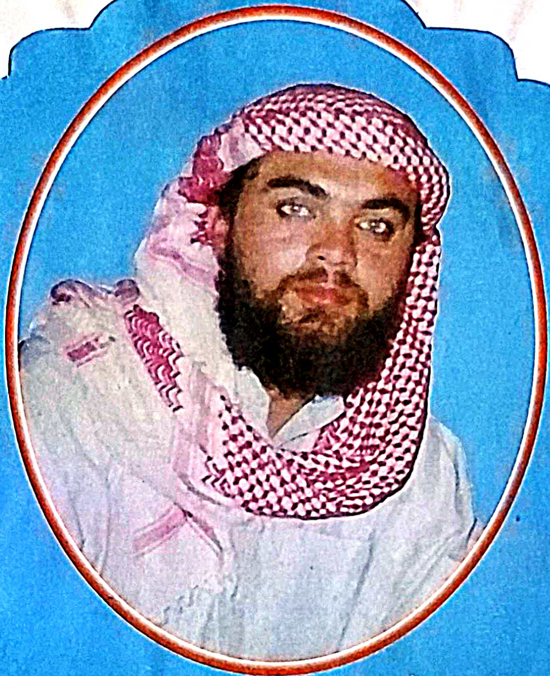
بروز جمعۃ المبارک

ایمبیسی روڈ

تعلیم نسبت رسول کی کتاب براہ راست طلب فرمائیے

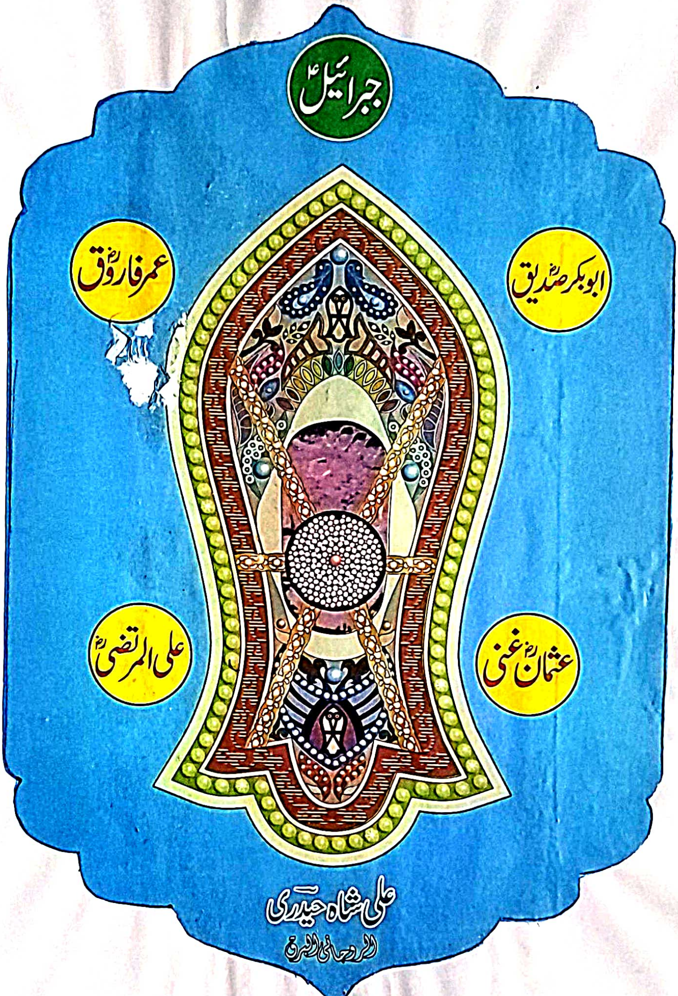
(۱) دربار عالیہ موہڑہ شریف تحصیل مری ضلع راولپنڈی پاکستان فون 0513/411100

(۲) آستانہ عالیہ اوراد نظریہ کوٹھی نمبر 2 سیکٹر ایف 6/4 موہڑہ شریف چوک ایمبیسی روڈ اسلام آباد فون 051-2829875



علی شاہ حیدری الروحانی البرج

Cell: 0333-6292203


جبرائیلؑ
عمر فاروقؓ
ابوبکر صدیقؓ
علی المرتضیٰؓ
عثمانؓ غنی
علی شاہ حیدری
الروحانی البرق